مولانا عبدالرشید ارشد صاحب

ماہنامہ الحق کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نمبر پر

معاصر عزیز "الرشید" کے مدیر شہیر کی وقیع تحریر

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد مدظلہ ملک کے معروف عالم دین عظیم سکالر، منجھے ہوئے صحافی، ماہنامہ الرشید کے مدیر، برصغیر پاک و ہند میں مقبول ترین معروف کتب "بیس بڑے مسلمان" ماہنامہ الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر"، "مدنی اور اقبال نمبر" اور "باب نعت رسول مقبول نمبر" اور متعدد کتب کے مرتب، مولف اور مصنف ہیں ماہنا الحق کے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر پر ماہنامہ الرشید میں نقد و تبصرہ کرتے ہوئے وقیع تحریر لکھی ہے حضرت شیخ الحدیث رح کی سوانح کے بعض نئے گوشوں پر روشنی سمیت ایک تاریخی شہادت ہے۔ جو من و عن نذر قارئین ہے ———— (ادارہ)

اس گئی گذری دنیا میں کہ جس میں قحط الرجال ہے ہم نے اپنی آنکھوں سے، ایسے ہمہ جہت انسان دیکھے ہیں کہ جن کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ جامع الصفات تھے۔ اسلام میں اصل تو کتاب و سُنّت ہے لیکن اسی کتاب و سنّت کے علوم عالیہ کے سمجھنے اور ان کی تہہ تک پہنچنے کے لیے بعض کئی اور علوم بھی درکار ہیں جن میں اصل فہم کی سلامتی اور دل و دماغ کی روشنی ہے کہ جس سے وہ دنیا کی پُرخطر راہوں میں دوسرے علوم کو بھی بہتر استعمال کرتا ہے۔

چہ باید مرد را طبعِ بلندے مشربِ نابے

ماضی قریب میں اس کی مثال مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع اور بیسیوں ہم عصر حضرات رحمھم اللہ کی پیش کی جاسکتی ہے۔ ان ہی میں ایک کچھ متاخر نام قائد شریعت حضرت مولانا عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور کا ہے جن کی شکل فرشتوں ایسی، چال ڈھال راہبوں ایسی، رفتار و گفتار محدثین ایسی اور علم و عمل اُمت کے باکمال افراد ایسا تھا جن کے علمی و عملی اور سیاسی کارنامے اور ان کے تلامذہ کے مجاہدانہ کارنامے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے:

ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی

اس وقت ہمارے سامنے آپ کی یاد میں شائع ہونے والا ماہ نامہ "الحق" کا عظیم و ضخیم "مولانا عبدالحق نمبر" ہے۔ عظیم و ضخیم شاید اس پر پوری طرح دلالت نہ کرسکے کیونکہ ۱۲۰۰ صفحات آج کل کی عام کتب سے دگنا سائز، پڑھے لکھے لوگوں کو بتانے کے لیے روح المعانی سائز اور کتب کے سائزوں کو جاننے والوں کے لیے ۲۳×۳۶-۳۶-۸ سطر فی صفحہ کو کیا نام دیا جائے اور ساتھ جب یہ بھی بتایا جائے کہ یہ سب کچھ ایک شخص مولانا عبدالقیوم حقانی نے برادرِ بزرگوار مولانا سمیع الحق صاحب کی سرپرستی میں کیا ہے تو اور بھی حیرانی کی بات ہے کہ یہ سب کچھ کس جانکاہی اور ہمت سے کیا ہوگا۔ مولانا عبدالحق کیا تھے اور انھوں نے ملک وملت اور دین کے لیے ہمہ جہت کیا کیا خدمات انجام دیں اس کے تعارف کے لیے اس نمبر کو ایک نظر دیکھ لینا اور آپ کے جاری کردہ دارالعلوم حقانیہ کو دورانِ تعلیم چل پھر کر معائنے سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اللہ اللہ اخلاص و عمل میں کس قدر برکت ہے۔ اخلاص تو دل میں چھپی ہوئی ایک ایسی دولت کا نام ہے جس کو بڑ کے بیج سے تشبیہ دی جاسکتی ہے اس کو جب زمین میں بو دیا جائے تو چالیس پچاس برسوں میں اتنا تناور اور گھنی چھاؤں والا درخت وجود میں آجاتا ہے کہ جس کے نیچے سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اشخاص آرام کرسکتے ہیں ایسا ہی سایہ دار شجر مولانا عبدالحق کی ذات تھی۔ قربان جائیے اللہ تعالیٰ کے کلام کے کہ اس میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے مثلاً کلمة طيبة شجره طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء

مثال کلمہ طیبہ کی کہ "مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ بہت مضبوط اور شاخیں آسمان میں۔"

"نمبر" کے شروع میں نوے (۹۰) گرام کے آرٹ پیپر پر سولہ صفحات پر چھبیس رنگ دار تصاویر ہیں جس میں آپ کے آبائی گھر کے کمرہ سے لے کر دارالحدیث، مسجد اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کی اکثر رنگین اور چند بلیک اینڈ وائٹ تصویریں ہیں اس کے بعد چند صفحات میں افغانستان کے تمام سربرآوردہ زعماء مثلاً پروفیسر برہان الدین ربانی، حضرت صبغت اللہ مجددی، پروفیسر عبدالرسول سیاف، گلبدین حکمت یار، مولانا محمد یونس خالص، مولانا محمد نبی محمدی، اعجاز الحق اور ہمایوں اختر عبدالرحمان کے پیامات ہیں ازاں بعد حضرت سید نفیس الحسینی نفیس رقم مدظلہ کے قلم معجز رقم سے تحریر کردہ بسم اللہ پورے صفحہ پر اور اگلے صفحہ پر ان کا لکھا ہوا عربی خطبہ، صفحہ نمبر ۳ پر حضرت شیخ الحدیث کا سوادِ تحریر اور صفحہ ۴ پر حضرت کے قلم سے دارالعلوم کے متعلق ابتداء سے ۱۹۷۸ء کے لگ بھگ تک کی مختصر تاریخ ہے اگلا صفحہ سادہ ٹائیٹل ہے سب سے پہلے ٹائٹل چار رنگ کا خط کوفی میں جمیل حسن تلمیذ حضرت سید نفیس رقم کا ہے۔ صفحہ ۷ پر نٹ لائن کے مطابق ماہ نامہ "الحق" کے ۲۸ ویں جلد کا یہ چھٹا شمارہ ہے جو رمضان المبارک ۱۴۱۳ مارچ ۱۹۹۳ء کا ہے صفحہ ۷ سے فہرست شروع ہوتی ہے جس کے شروع میں مخدوم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق کے قلم سے نقشِ آغاز اور برادر مکرم مولانا عبدالقیوم حقانی کے قلم سے عرضِ مرتب اور بعد میں ۲۱ ابواب کی فہرست ہے اور ہر باب کے بیسیوں عنوانات ہیں۔ ۲۱ بابوں کے عنوانات یہ ہیں

نقش زندگی، مولد ومنشا محل وقوع وغیرہ کا پس منظر، سیرت و اخلاق، فضل وکمال اور جامعیت، علمی مقام اور محدثانہ جلالت قدر، تقدس و عظمت اور قدرِ جوہر (مختلف شخصیات کے تاثرات) اعتراف و کمال، دارالعلوم حقانیہ تاسیس، تاریخ اور ارتقائی مراحل، قومی و ملی اور سیاسی خدمات، شیخ الحدیث اور عالم اسلام، جہادِ افغانستان، شیخ الحدیث اور فرق باطلہ، مکاتیب، افادات، نصاب و نظام تعلیم اور شیخ الحدیث، وزارت تعلیم کو مفید مشورے، تحفظ و اتحاد مدارس، سفرِ آخرت، حضرت کے سانحہ ارتحال پر عالم گیر سوگ الی آخرہ، سانحہ ارتحال پر جرائد واخبارات کے تعزیتی شذرے، شعراء کا منظوم خراجِ عقیدت، الی آخرہ- طویل قصیدہ بنام فتح الصمد بنظم اسماء الاسد الی آخرہ- خوانِ زعفران...... یہ اکیس بابوں کے عنوانات ہیں جن کو ہم نے کسی جگہ مختصر بھی کیا ہے- جیسا کہ گذرا کہ ہر باب کے تحت تیس عنوانات تک بھی مضامین ہیں اس سے اس دفتر کی ایک اجمالی اور مختصر عظمت کا قارئین اندازہ کرسکتے ہیں-

اس فہرست کے بعد حضرت سید نفیس رقم کا رقم کردہ آیت مبارکہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ** کا طغریٰ اور اُردو ترجمہ ہے اور صفحہ ۱۵ سے نقشِ آغاز سے مضامین شروع ہوجاتے ہیں-

۱۹۸۵ء کے انتخابات میں میاں چنوں سے میاں ثناء اللہ بودلہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے- میں ان کے پاس گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد گیا ان سے حضرت مولانا کا تذکرہ ہوا آپ نے کہا کہ "جب حضرت مولانا مدظلہ کو ہاسٹل اور اسمبلی میں دیکھتا ہوں تو میری نگاہیں نصف صدی سے پیچھے چلی جاتی ہیں کہ تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے ہاں ایک سرخ و سپید سیاہ ریش نوجوان بعجز و مسکنت کہ جس سے عجیب ملکی نقوش سے ٹپکتے تھے دیکھا- یہاں حضرت مولانا کو دیکھ کر محسوس کرتا ہوں کہ یہ بزرگ وہی ہیں---- عین ممکن ہے کہ حضرت مولانا اپنے تعلیم کے دوران یا دورانِ معلمی تھانہ بھون گئے ہوں اور میاں مرحوم نے ان کو وہاں دیکھا ہو-

کسی شخص کے تبحرِ علمی، علم و فضل، زہد و ریاضت اور جدوجہد و مجاہدہ کا اندازہ اس کی پون صدی پھیلی ہوئی زندگی اور اس کے کارناموں کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے ہم اس کو اب دارالعلوم حقانیہ، اس کے فضلاء اور پھر ان سیکڑوں بلکہ ہزاروں علماء سے لگاسکتے ہیں جو کہ اس شجرہِ طیبہ کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کرکے پوری دنیا میں دینِ حق کی روشنی پھیلا رہے ہیں-

ملک میں اہلِ حق کے بڑے بڑے دینی مدارس اور بھی بہت ہیں کہ جن میں سے کئی ایک اپنی بعض خصوصیات سے بہت منفرد اور ممتاز ہیں- لیکن دارالعلوم حقانیہ انہی خصائص اور منفردانہ امتیاز کے ساتھ ایک سب سے منفرد خصوصی خصوصیت رکھتا ہے- وہ اس کا اور اس کے جید تلامذہ کا جہادِ افغانستان میں حصّہ لینا ہے کہ جس میں اس کے ساتھ عالمِ اسلام کی کوئی جماعت، ادارہ یا شخصیت ادنیٰ مماثلت بھی نہیں رکھتی- حقانیہ کے تلامذہ نے جس جرأت، پامردی اور استقامت کے ساتھ اس پورے دور میں افغانستان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ پوری دنیا میں

روزِ روشن کی طرح واضح ہیں اور یہ تعلیم و تربیت کا کمال ہے جو انھیں حقانیہ اور اس کے بانی و مہتمم قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہوا اور اس میں اکوڑہ خٹک کی زمین کی خصوصی حیثیت ہے کہ یہاں سے امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنے جہاد کا آغاز کیا تھا اور انہی لوگوں کی معنوی اولاد بانیان دار العلوم دیوبند اور تحریک ریشمی رومال کے قائد و زعیم حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ اسیر مالٹا تھے اور اس تحریک میں بھی اس علاقے سرحد کے ایک نامور فرزند حضرت مولانا عزیر گل رحمہ اللہ کا بہت بڑا حصہ تھا کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ مالٹا میں اسیر فرنگ تھے۔ انہی حضرت شیخ الھند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے مالٹا کے ساتھی اور جانشین حضرت مولانا سید شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تھے کہ جو حضرت قائدِ شریعت حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ کے سب سے بڑے اور محبوب استاد اور شیخ تھے حضرت نے اپنی تعلیم سے فراغت کے بعد اکوڑہ خٹک میں "انجمن تعلیم القرآن" کے نام سے ایک اسلامی سکول کی بنیاد رکھی اس کی ابتدا ہی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور ادارہ کے قیام پر بہت مسرت کا اظہار فرمایا بعد ازاں اربابِ دار العلوم دیوبند نے آپ کو تدریس کے لیے مادر علمی میں بلایا اور آپ دار العلوم میں اپنے اساتذہ کی موجودگی میں وہاں عربی کتب پڑھانے لگے اور یہ زمانہ وہ تھا جب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مراد آباد جیل میں تھے۔ آپ نے چار سال دار العلوم میں بڑی کتب پڑھائیں---- ان چار سالوں کے دوران برصغیر اور عالم اسلام کے جتنے طلباء وہاں پڑھتے تھے وہ سب آپ کے شاگرد ہیں ان میں سے سیکڑوں کی تعداد اب پاکستان میں معمر نامور علماء کی ہے اور ان پڑھائی کے دنوں میں آپ کے جوہر مزید اکابر دار العلوم پر کھلے لیکن قیامِ پاکستان کے عمل میں آنے کے بعد گو حضرت مہتمم صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو بلایا لیکن آپ نے یہ سوچتے ہوئے کہ اب پاکستان میں بھی دار العلوم کے طرز پر کام کرنے کا آغاز ہونا چاہیے اور آپ نے توکلا علی اللہ پہلے ایک اور نام سے اور پھر دار العلوم حقانیہ کا اجرا عمل میں لایا گیا پہلے یہ مدرسہ شہر کی مسجد میں قائم کیا گیا طلبہ زیادہ ہونے پر موجودہ جگہ لایا گیا اور اس میں ضرورت کے مطابق توسیع ہوتی رہی لیکن آپ نے اپنی رہائش پرانے گھر میں رکھی۔

ابتداء میں ابواب کے عنوانات کی تعداد اور تفصیل لکھی ہے اس سے نمبر کی جامعیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اچھا خاصا اور مستند مواد آپ کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق صاحب کی یادداشتیں ہیں کہ جن کو وہ وقتاً فوقتاً لکھتے رہے ہیں۔ قومی اسمبلی اور شوریٰ میں اسلامی شریعت کے متعلق قراردادوں، تقریروں بلوں اور تحریک التواؤں کا سب سے زیادہ حصہ ہے بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس بارے میں کسی فرد یا جماعت کا عشر عشیر بھی اس میں حصہ نہیں تو بجا ہوگا اس میں کسی کی نیک کوشش کو کم کرنا نہیں بلکہ حقیقتِ واقعہ کا اظہار ہے----

☆☆☆

سرحد کے علماء میں ایک بڑی خصوصیت یہ رہی ہے کہ وہ معقولات، فلسفہ، منطق، ادب و معانی کی چھوٹی بڑی کتب کو بہت توجہ سے پڑھتے کہ اس سے ذہن جلا پاتا اور متقدمین اور اسلام کے وسطانی دور کی لکھی ہوئی کتب کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے بھی معقولات کی کتب مختلف جگہوں سے پڑھیں لیکن ان کو مقاصد کا درجہ نہ دیا بلکہ اسباب کا دیا اور اصل کتاب وسُنّت اور فقہ حنفی رہی اور اس میں آپ نے کمال حاصل کیا اور پھر جب آپ نے خود معلم کی حیثیت سے کام شروع کیا تو آپ کے لیے ہر نوع کی کتب کا پڑھانا بہت آسان رہا۔ اور آپ کی شخصیت جامع البحرین بنی جمعہ اور عید کو اور علاقہ میں کسی اور اجتماع پر وعظ بھی فرماتے جو اکثر اُردو میں ہوتا اور آپ کے یہ مواعظ "دعواتِ حق" کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں ان مواعظ کی پہلی جلد ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی ان دنوں ماہنامہ "الرشید" کے "دارالعلوم دیوبند نمبر" کی تقریب رونمائی کی تیاری تھی۔ اور حضرت مولانا سمیع الحق اور ان کے ساتھی اور اب داماد جناب شفیق الدین فاروقی صاحب "دعواتِ حق" شائع کرانے کے لیے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے اور یہ مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک کی جانب سے پہلی کتاب تھی پھر تو دیکھتے ہی دیکھتے کتابوں کی قطار لگ گئی یا ڈھیر لگ گیا جس میں ایک بہت اہم کتاب "حقائق السنن" ہے جو حدیث شریف کی مشہور کتاب "ترمذی شریف کی شرح ہے اس کے علاوہ حضرت مولانا کی دستور ساز اسمبلی اور قومی اسمبلی میں کی گئی تقریروں، تحاریکِ التوء وغیرہ کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے گویا دارالعلوم حقانیہ کے اندر ایک اور ادارہ مؤتمر المصنفین ہے۔ ایسے ہی ماہنامہ "الحق" ہے یہ بھی مستقل ایک ادارہ ہے یہ ماہنامہ ۲۸ سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے اور برصغیر کے دینی اور علمی پرچوں میں اس کا شمار ہوتا ہے آج کل اس کی ساری ترتیب، ادارت نوجوان فاضل مخدوم و محترم مولانا عبد القیوم حقانی کے ذمہ ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق کی اہتمام کی ذمہ داریاں--- علاقہ کے لوگوں سے۔ ملک کے سیاسی زعماء سے اور پھر سینٹ کی ممبری کی ذمہ داریاں ایسی ہیں کہ ان کو سر کھجانے کی محاورۃً نہیں فی الواقعہ فرصت نہیں---- اور ماہنامہ "الحق" کا شمارہ نمبر ۶ جلد ۲۸ "شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر" ہے جس کو شمارہ کہنا عجیب سا لگتا تھا۔ ۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل بڑی تقطیع یہ شمارہ تو نہیں دفتر ہے یہ نمبر کسی میرے جیسے کم سواد کم علم کی تعریف و تبصرہ سے بے نیاز ہے حق یہ ہے کہ اس کا حق دیکھنے پڑھنے اور اس کے کثیر المطالب مضامین میں ہے۔

اساتذہ، ہم عصر مشائخ و علماء، تلامذہ، ملک کی اہم شخصیات اور غیر ملکی سر بر آوردہ مہمان علماء اور دیگر حضرات کی تحریروں سے مزین نمبر یہ حق رکھتا ہے کہ اس کا شمارہ اہم علمی دستاویزات میں ہو۔

اس "نمبر" میں ویسے تو تمام مضامین ہی مستقل حیثیت رکھتے ہیں کہ جن کی مدد سے کئی ایک کتب تیار کی جا سکتی ہیں تاہم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کا ۱۸۹ اشعار کا عربی میں حضرت مولانا

کے متعلق قصیدہ عجیب و غریب اور نادر شاہکار ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ دیکھنے میں اگرچہ بہت زم و نازک سبک خرام اور بات چیت میں بہت ہی متواضع تھے لیکن ان کے تلامذہ نے جہادِ افغانستان میں جو اللہ کے شیروں ایسا کام کیا غالباً اس نسبت سے حضرت مولانا محمد موسی روحانی مدظلہ نے اپنے قصیدے میں "شیر" کا لفظ عربی میں ۶۰۰ مختلف ناموں سے استعمال کیا ہے کہ شیر کے عربی میں اتنے ہی بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ نام ہیں۔ لیکن ہر نام کا استعمال حضرت مولانا کے لیے نہیں کیا کہ شیر کی مختلف حالتیں ہیں درندگی، خونخواری بھی صفت ہے اور بہادری اور شجاعت بھی لہذا شیر کے جو عربی معنی اچھی شہرت میں استعمال ہوئے ہیں وہاں وہ حضرت مولانا کے لیے ہیں اور جہاں مذموم معنوں میں ہیں وہاں وہ حاسدین اور مخالفین کے لیے ہیں۔ یہ قصیدہ حضرت سید نفیس رقم مدظلہ کے تلمیذ محمد جمیل حسن سلمہ نے کتابت کیا ہے ساتھ اُردو ترجمہ اور مشکل الفاظ کی تشریح و توضیح ہے۔ شیر کی کھال زم و نازک اور بالوں کا دراز اور خوبصورت ہوتا شاید حضرت مولانا رحمہ اللہ کی شخصیت پر موزوں آتا ہے۔ بہر حال اس قصیدے کی داد نہیں دی جا سکتی اور پھر مجھ جیسا کم علم تو اس کو سمجھنے سے عاری ہے البتہ تشریح اور ترجمہ سے کچھ اندازہ ہوتا ہے اہلِ علم جو عربی دان ہیں وہ اس کی قدر جان سکتے ہیں۔

المختصر یہ نمبر اپنی جامعیت اور حضرت کی شخصیت اور دارالعلوم کی حقانیت پر (حقیقی اور مجازی معنوں میں) بہت عمدہ دستاویز ہے۔

کچھ نقد و جرح---- "نمبر" میں بعض باتیں کھٹکتی ہیں ایک تو یہ کہ کئی جگہ سنین کی جگہ خالی ہے سن درج نہیں۔ کتاب اور حروف خوانی کی طرف جتنا بڑا "نمبر" ہے اتنی توجہ نہیں دی جا سکی اور اس کی وجہ شائد مولانا عبدالقیوم کا اتنے ضخیم و عظیم "نمبر" کو اکیلے مرتب کرنا ہے۔ ایک چیز جو بہت محسوس ہوتی ہے وہ مضامین کے بقیہ جات ہیں۔ بہت مضامین ایسے ہیں کہ جو کسی صفحہ پر مکمل نہیں ہوتے بلکہ ان کا بقیہ دوسری جگہ چلا گیا ہے اتنے بڑے "نمبر" میں یہ عیب ہے مضامین مسلسل ہوتے تو "نمبر" کو چار چاند لگ جاتے ایسا ممکن تھا کہ اگر صفحہ میں کوئی جگہ رہتی دکھائی دیتی تو وہاں کوئی ظفری آپ کی کوئی علمی حکایت، منقبت صحابہؓ، علم و عمل کی شان میں کوئی نظم رباعی، یا قطعہ آجاتا---- خیر یہ ایک ضمنی سی چیز ہے اصل چیز نمبر کا تنوع اور جامعیت ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق، مولانا عبدالقیوم حقانی اور تمام حصہ لینے والے اراکین تبریک کے مستحق ہیں۔

"نمبر" کی قیمت کم بلکہ بہت ہی کم ہے بازار میں آج کل اس سائز سے نصف سائز کی کتب کی قیمت فی صفحہ ایک روپیہ رکھی جا رہی ہے ایسے دور میں بڑی تقطیع کے بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات کی قیمت صرف تین صد روپے ہے جو کچھ بھی نہیں۔